اردو ناول کی تنقید: اہم مباحث (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

ڈاکٹر سجاد نعیم*

Abstract:

The thesis is concerned to analyse the gradual criticism of urdu novel.It is examined after research that the criticism of Urdu Novel like literary criticism, instigated from prefaces and exordiums.Although its worth is only historical yet it is enough significant to include in early vestiges of novel.These initial notes extended about half of century.The criticism of later century can be divided into four parts.(1)Technical Studies (2) Thematic Criticism (3) Criticism on novelists 4.Temporal and regional Studies. These readings are embellished with figurative language.There are multiple writings limited to teaching phenomena.However,the analysis,stimulated by voracious reading and keen concern in novel are also part of Urdu Novel's criticism.Thus,criticism of Urdu novel is such a vase in which different flowers are placed that leads to diversified forms of contemplation.

ہندوستان کی سیاسی صورتحال اپنی معاشی خوشحالی کے سبب ہمیشہ طاقتور بیرونی قوموں کے حملوں کی زد میں رہی ہے۔ سیاسی صورتحال کی اس تبدیلی کے سبب معاشرتی شناخت کے بنیادی عناصر بھی تبدیل ہوتے رہے ہیں۔ ایرانیوں کی آمد کے سبب شاعری کے ہندوستان مزاج میں ہیت اور فکر کی سطح پر قابل ذکر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ہندوستانی ادبی مزاج میں گیت کا حق عورت کو حاصل تھا۔ جس میں وہ اپنے محبوب سے چاہت، ہجر و فراق اور طلب کا اظہار کرتی تھی، جس کی جگہ غزل کی صنف نے لے لی۔ جہاں مرد اپنے نا سمجھے احساسات کی تفہیم

* شعبہ اُردو، گورنمنٹ سائنس کالج، ملتان

کے لیے عورت سے گفتگو کا بہانہ بنا رہا تھا۔ جب موضوعات کی تنگی کا احساس ہوا تو غزل کا رُخ تصوف کی طرف موڑ دیا، یوں محبت کرنے کا حق عورت سے چھین کر مرد کو عطا کر دیا گیا اور ادبی اظہار میں آہستہ آہستہ عورت معمولی اور بے جان حیثیت اختیار کرتی گئی۔ ایرانی اور ترکمانستانی حاکمیت کے کچھ صدیوں بعد یورپی قوموں نے ہندوستان کا رُخ کیا۔ ولندیزوں اور فرانسیسیوں کا برصغیر میں اثر و نفوذ ختم کرنے کے بعد انگریز آہستہ آہستہ مکمل طور پر قابض ہو گئے۔

ایرانیوں اور ترکمانستانیوں کی طرح انگریز حاکمیت نے بھی یہاں کے ادبی مزاج کو تبدیل کیا اور مغربی اصناف متعارف ہونا شروع ہوئیں اور نئی اصناف کے موضوعات سابقہ ادبی روایت میں تبدیلی کا باعث بنے۔ آغاز میں انگریزوں نے داستانوں کے ترجمے کے ذریعے ہندوستانی ادیبوں کو کہانی کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی۔ بتدریج اس صورتحال کو تبدیل کر کے مافوق الفطرت سطحوں سے مزین گہری معنویت کا اسلوب تبدیل کر کے اس کی جگہ سادہ اسلوب کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ برصغیر کی تاریخ میں ۱۸۵۷ء ایک بہت بڑا حوالہ ہے، انگریزوں نے جنگ آزادی (۱) کی ناکامی کے بعد اپنے طرز حکومت اور گرفت کو مزید مضبوط کرنے کے لیے ہر پہلو پر سوچنا شروع کر دیا تھا اور یقیناً ادب کے حوالے سے بھی نئے اہداف مقرر کئے گئے ہوں گے۔ برصغیر میں نئی اصناف اور نئی فکر کا فروغ ہونے کے ساتھ ساتھ مغربی ناولوں کے تراجم بھی ہونے لگے۔ ہندوستانی سماج جو کہ صنعتی معاشرہ نہیں تھا، وہاں ۱۸۵۷ء کے بعد ناول کے ذریعے اخلاقی وعظ و نصیحت کے پیغامات دیئے جانے لگے۔ نئے مغربی علوم متعارف ہونا شروع ہوئے، نئی اصناف، نئے موضوعات اور نئے علوم کی آوازیں تحریکوں کی صورت میں دکھائی دینا شروع ہوئیں۔ ناول چونکہ مغرب سے برصغیر میں آیا اس لحاظ سے ناول کے فنی عناصر بھی مغرب سے ہی نقل کئے گئے۔

اردو کا پہلا ناول نگار ڈپٹی نذیر احمد کو مانا گیا جنہوں نے ۱۸۶۹ء میں ''مراۃ العروس'' لکھا، مگر احسن فاروقی نذیر احمد کے قصوں کو ناول نہیں مانتے (۲)۔ ناول نگار کی اولیت کو ناقدین نے موضوعِ بحث بنایا، کچھ ناقدین نے مولوی کریم الدین کے ناول ''خطِ تقدیر'' کو اردو کا پہلا ناول قرار دیا جو ۱۸۶۲ء میں لکھا گیا (۳)۔ ڈاکٹر سہیل بخاری فسانہ غوث از شیخ غوث محمد قریشی (۱۸۶۴ء) کو اردو ناول کا پیش رو قرار دیتے ہیں (۴)۔ ڈاکٹر محمد علی صدیقی نے، ''مسیح مسافر کا احوال'' کو اردو ناول کا نقش اول کہا (۵)۔ مگر ناقدین کی اکثریت ''مراۃ العروس'' کے خالق ڈپٹی نذیر احمد کو اردو کا پہلا ناول نگار قرار دیتے ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کے بعد پنڈت رتن ناتھ سرشار، اردو کے اہم ناول نگار کے طور پر سامنے آئے، جنہوں نے ڈپٹی نذیر کی وعظ و نصیحت کے برعکس کہانی کو پہلی مرتبہ مقامی ثقافت اور سماجی صورتحال کے تناظر میں تخلیق کیا۔ عبدالحلیم شرر نے تاریخی واقعات کو ناول نگاری کا موضوع بنا کر ناول کو ایک نیا رُخ دیا۔ ''امراؤ جان ادا'' کی صورت میں ہادی رسوا نے اردو ناول کو اعتبار بخشا، اور پہلی مرتبہ فرد کی داخلی زندگی کہانی کا حصہ بنی (۶)۔ گویا ابتداء ہی سے اردو ناول نگاری کے چار مختلف رنگ اخلاقی، سماجی، تاریخی اور نفسیاتی صورت میں

سامنے آتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ایک اہم ادیب کا ظہور اردو ادب کے موضوعاتی مزاج میں بہت بڑی تبدیلی کا باعث بنا۔ یہ نام منشی پریم چند کا ہے، جنہوں نے افسانے اور ناول میں حقیقت کا رنگ بھرا، حقیقت کا یہ رنگ ناول کی متعین کردہ تعریفات کے بہت قریب لے گیا اور پریم چند نے لازوال ناول تحریر کیے (۷)۔ اسی عہد کا ایک اور بڑا نام عزیز احمد بھی ہے۔ قرۃ العین حیدر اردو ناول کی تاریخ کا معتبر نام جنہوں نے ''آگ کا دریا'' لکھ کر اردو ناول کو عالمی سطح کے ناولوں کے ہم پلہ بنا دیا۔ قرۃ العین کے بعد بہت سے اہم ناول نگار ہیں جنہوں نے اردو ناول کی روایت کی پختگی میں اہم کردار ادا کیا، ان میں عبداللہ حسین، انور سجاد، شوکت صدیقی، عصمت چغتائی، احسن فاروقی، مرزا اظہر بیگ، شمس الرحمٰن فاروقی، حسن منظر، سید محمد اشرف، قاضی عبدالستار، مستنصر حسین تارڑ اور بانو قدسیہ شامل ہیں۔

اردو ناول نگاری کا یہ سفر تقریباً ڈیڑھ سو سال پر محیط ہے۔ اس ڈیڑھ سو سالہ سفر میں اس صنف میں موضوعاتی اور فنی سطح پر بہت سے تجربات ہوئے۔ جس دور میں ناول کا آغاز ہو رہا تھا۔ ناول کی اس شروعات کے ساتھ ہی ناول پر ابتدائی بحثیں بھی ہونے لگیں۔ یہ مباحث اردو ناول کی تنقید کے ابتدائی نقش ہیں ناول کی تنقید کے یہ ابتدائی نقوش ناول کے دیباچوں اور تقریظوں کی صورت میں ملتے ہیں (۸)۔ اس سلسلے میں مولوی کریم الدین کا نام اولیت کا حامل ہے۔ انہوں نے ۱۸۶۲ء میں ''خطِ تقدیر'' کے آغاز میں ''پیشانی'' کے عنوان سے ناول کا نام لیے بغیر جدید قصے کی بات کی ہے۔ وہ پہلی مرتبہ قصے کا تعلق زندگی سے تعلق جوڑ رہے ہیں۔ اور قصے کی اثر پذیری کی بھی بات کر رہے ہیں (۹)، مولانا الطاف حسین حالی مقدمہ شعر و شاعری میں بہت بعد میں شاعری کے حوالے سے یہی باتیں دہرا رہے ہیں۔ بہت کم ناقدین نے مولوی کریم الدین کے اس جدید تنقیدی نقطہ نظر کو اہمیت دی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد نے ناول کے متعلق الگ سے تو کچھ تحریر نہیں کیا مگر ناول کے دیباچوں میں صرف قصے کے مقصدی پہلو کو ہی بیان کیا ہے۔ یہ دیباچے سوائے اولیت کے کوئی اور تنقیدی اہمیت نہیں رکھتے (۱۰)۔ اسی طرح رتن ناتھ سرشار کے ناول کے متعلق تنقیدی خیالات بھی ناول کی تنقید کے ابتدائی زینے ہیں۔ عبدالحلیم شرر نے پہلی بار ''ناول'' کا لفظ استعمال کیا اور ناول کے بارے میں مضامین بھی تحریر کیے (۱۱)۔ احسن فاروقی، بصیرت کے اعتبار سے سرشار کے ناول کے متعلق تنقیدی خیالات کو شرر پر فوقیت دیتے ہیں (۱۲)۔

اردو ناول کے حوالے سے پہلا باقاعدہ طویل تنقیدی مضمون ۱۸۹۸ء میں معارف علی گڑھ میں چھپا یہ مضمون سید سجاد حیدر کا ہے (۱۳)۔ کسی ناول نگار پر پہلی مطبوعہ کتاب ''حیات النذیر'' ہے، جسے افتخار عالم بلگرامی نے تحریر کیا (۱۴)، اس کتاب میں ڈپٹی نذیر احمد کے قصوں پر بحث کے علاوہ کہانیوں کے خلاصے اور کچھ لوگوں کی رائیں درج کر دی گئی ہیں، کتاب کا غالب حصہ ان کی سوانح سے متعلق ہی ہے۔ نیّر مسعود غالباً کا لفظ استعمال کر کے ''تنقید القصص'' کو ناول کی تنقید پر پہلی کتاب قرار دیتے ہیں اور اس کتاب کے مصنف ''نواب عاشق الدولہ'' کو

فرضی نام قرار دیتے ہیں (۱۵)۔ بیسویں صدی کی پہلی چار دہائیوں میں اردو ناول کی تنقید کی صورتحال تقریباً سابقہ صدی جیسی ہے جس میں چار، پانچ نام ہی گنوائے جا سکتے ہیں۔ ''حیات النذیر'' کے بعد رام بابو سکسینہ نے تاریخ ادب میں ناول نگاروں کے تذکرے کئے ہیں نذیر احمد، سرشار، شرر، رسوا، راشد الخیری، نیاز فتح پوری اور اور پریم چند جیسے اہم ناول نگاروں کو اردو ناول کی ابتداء والے حصے میں رقم کیا گیا ہے۔

منشی پریم چند کے ناول کے متعلق مضامین ناول کی تنقید کے ابتدائی نقوش میں خاصے اہم ہیں (۱۶)۔ ''نذیر احمد اردو کا پہلا ناول نگار'' گو کہ یہ کتاب نذیر احمد کے ناولوں کا سرسری تعارف کرواتی ہے لیکن اس کتاب میں پہلی مرتبہ کسی ناول نگار کو ناول کے تناظر میں دیکھا گیا ہے (۱۷)۔

۱۹۳۸ء میں حامد حسن قادری نے ''داستان تاریخ اردو'' میں صرف نذیر احمد کو جگہ دی ہے اور ان کے ناولوں کو زنانہ لٹریچر کی ذیل میں پیش کیا ہے، یا پھر حالی کی ''مجالس النساء'' کو ایک غیر اہم کتاب کے طور پر لیا ہے (۱۸)۔ سابقہ مباحث ناول کی تنقید کے ابتدائی نقوش میں شمار کیے جا سکتے ہیں، جن میں فکری گہرائی موجود نہیں۔

البتہ ۱۹۴۴ء میں ''اردو ناول کی تاریخ اور تنقید'' علی عباس حسینی کی ایسی تنقیدی کتاب ہے، جس میں پہلی بار ناول کے فنی مباحث کے ساتھ ساتھ ناول کی تاریخ کو بیان کیا گیا (۱۹)۔ اس کتاب میں مغربی ناول نگاروں کو بھی اردو قارئین سے پہلی مرتبہ متعارف کروایا گیا، اردو ناول کی مجموعی صورتحال اور اس کے مستقبل کی بات کرتے ہوئے جدید تنقیدی انداز اپنایا گیا۔ علی عباس حسینی کے بعد احسن فاروقی نے ناول پر سنجیدہ تنقید لکھی اور آج بھی ناول کی تنقید ی تاریخ میں معیار کے اعتبار سے اولیت کا درجہ رکھتے ہیں (۲۰)۔ وقار عظیم نے بھی افسانوی ادب کو اپنا موضوع بنایا اور ناول کے فنی مباحث میں داستان، ناول اور افسانہ کے فن کے متعلق تحریر کرنا شروع کیا۔ وقار عظیم کے مباحث مدرسانہ نوعیت کے تھے۔ جن میں علی عباس حسینی اور احسن فاروقی کی طرح ناول نگاری کے مطالعات کو اردو ناول سے جوڑا نہیں گیا۔ بعد میں آنے والے ناقدین نے بھی بنیادی حوالوں کے لیے زیادہ تر انہی ناقدین سے استفادہ کیا۔

اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اردو ناول پر لکھی گئی تنقید میں چار طرح کے مطالعات نظر آتے ہیں۔

۱۔ فنی مطالعات

۲۔ موضوعاتی تنقید

۳۔ ناول نگاروں پر تنقید

۴۔ ناول کے زمانی اور علاقائی مطالعات

فن ناول سے متعلقہ تنقیدی مواد سے واضح ہوتا ہے کہ ان کتب میں ناول کے فن سے متعلق نظری مباحث کو اجمالاً دیکھا گیا ہے اور ناول کے مغربی ناقدین کی آراء سے فائدہ اٹھایا گیا ہے، بنیادی ترتیب کو مدنظر رکھ کر کوشش کی گئی ہے کہ ناول کی موجود تعریفات سے ایک نئی اور جامع تعریف مرتب کی جائے۔ یہ طریقہ کار ان تمام

کتب کا بنیادی اصول رہا ہے۔ تعریف کے بعد ناول کے بنیادی عناصر کے تعین کو اہمیت دیتے ہوئے پلاٹ، کردار، نقطہ نظر، اسلوب، منظر نگاری، تکنیک، فلسفہ زندگی، قصہ، واقعات اور زبان و بیان جیسے بنیادی عناصر کی وضاحتیں کی گئی ہیں۔

ناول کی تکنیک کے متعلق گفتگو نہ ہونے کے برابر ہے۔ البتہ شعور کی رو کی تکنیک پر کچھ خیالات ضرور ملتے ہیں۔ بیان کردہ نظری مباحث پر تفصیلی بحث کے لیے مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے، یہ مثالیں اردو ناولوں سے جبکہ مزید وضاحتوں کے لیے انگریزی اور دیگر مغربی ناولوں کا سہارا بھی لیا گیا ہے۔ ان کتب میں جہاں طریقہ استدلال اور اسلوب میں انفرادیت ہے وہاں موضوع اور بنیادی عناصر میں یکسانیت بھی پائی جاتی ہے اور جن ناولوں کی مثالیں دی گئی ہیں وہ بھی تقریباً یکساں نظر آتی ہیں۔ ناول کے فنی مباحث میں جن عناصر پر گفتگو کی گئی ہے وہ سارے مغرب سے مستعار ہیں کوئی مقامی یا منفرد تجزیاتی عنصر نظر نہیں آتا۔

ناول کے فن پر کچھ کتابیں ترجمہ بھی ہوئیں، جن میں ای ایم فاسٹر کی کتاب Aspect of Novel کا ترجمہ ابوالکلام قاسمی نے ''ناول کا فن'' کے نام سے کیا۔ ڈی ایچ لارنس مشہور ناول نگار ہیں، انہوں نے ناول کی فنی باریکیوں کو بھی اپنے تنقیدی مضامین کا حصہ بنایا۔ مظفر علی سید نے ڈی ایچ لارنس کے مقالات و مضامین کو اردو زبان کے قالب میں ''فن اور فلسفہ'' کے نام سے ڈھالا۔ کافی عرصہ تک یہ دو کتابیں اردو قارئین کے مطالعے میں رہیں۔

ناول کے فن کے متعلق اردو میں کچھ طبع زاد کام بھی ہوا، مگر یہ سب بنیادی نوعیت کا تھا۔ البتہ آغاز میں علی عباس حسینی اور احسن فاروقی نے ناول کے فنی مباحث کو عروج عطا کر دیا تھا۔ ان کے بعد بھی کچھ اچھی کتابیں ناول کے فن پر منظر عام پر آئیں۔ جیسے کے کے کھلر کی اردو ناول کا نگارخانہ یہ ایک منفرد کتاب ہے جس میں اردو ناول کی تاریخ کا مطالعہ فنی اعتبار سے کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی ناول کے فن پر دو کتابیں لکھیں۔ جن میں ایک کتاب قرۃ العین کے فن کے متعلق ہے، جبکہ دوسری خالصتاً ناول کے فنی مباحث پر مشتمل ہے۔ (۲۱)

پچھلے کچھ عرصے میں جدید مغربی ناول نگاروں کے مطالعات کو اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ کچھ اہم کتابیں اردو میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ جن میں ماریو برگس یوسا کی ''نوجوان ناول نگار کے نام خط'' اس کتاب کا ترجمہ عمر میمن نے کیا ہے۔ اس منفرد طرز کی کتاب میں برگس نے نئے ناول نگار کو ناول لکھنے کے حوالے سے کچھ مفید مشورے دیئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور کتاب ''کہانی اور یوسا سے معاملہ'' جس میں بھی مفید مباحث شامل ہیں۔ اہم ناول نگار میلان کنڈیرا کی کتاب کا ''ناول کا فن'' کے نام سے ترجمہ بھی عمر میمن نے کیا ہے۔ یہ ناول کے فن کا بہت مفید مطالعہ ہے۔ جس میں ناول کے جدید فن کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ ناول کی تنقید کی ایسی کتابیں جو ناول کے فن پر نہیں بلکہ دیگر موضوعات پر ہیں ان کتابوں کے بھی ابتدائی ابواب بھی ناول کے فن کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اس روایت کو

تقریباً ہر کتاب میں نبھایا گیا ہے۔سید محمد عقیل نے بھی ناول کے فن پر اچھی کتاب تحریر کی ہے۔جس میں اردو ناول کی روایت کا فنی حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے۔

ناول کی تنقید کا ایک اور رخ موضوعاتی مطالعات ہیں۔ یہ مطالعات زیادہ تر جامعاتی تحقیق وتنقید پر مشتمل ہیں۔سندی مقالات کے لیے لکھی جانے والی اس موضوعاتی تنقید کے ابتدائی ابواب یکساں نوعیت کے ہیں۔صرف ایک آدھ باب ایسا ہوتا ہے جس میں بنیادی موضوع کے نظری مباحث کو کتاب کا حصہ بنایا گیا ہو۔اس کے بعد ساری تفاصیل اور ناولوں کے تجزیات ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں۔اگر ان کتابوں کے عنوانات اور ایک آدھ باب کو تبدیل کر دیا جائے تو کتاب کو کسی بھی موضوع سے منتھی کیا جا سکتا ہے۔کچھ کتابیں بہتر بھی تحریر ہوئی ہیں جیسے اردو ناول میں طنز ومزاح از شمع افروز زیدی، موضوع کی مناسبت سے یہ ایک بھرپور مطالعہ ہے۔ وی پی سوری کی اردو فکشن میں طوائف، فاروق عثمان کی اردو ناول میں مسلم ثقافت اور حال ہی میں ڈاکٹر ناہید قمر کا مقالہ ’’اردو فکشن میں وقت کا تصور‘‘ جواب کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے، جس میں ناول میں وقت کے تصور کو تحقیقی اور جدید تنقیدی نقطہ نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

اردو ناول کا بہت بڑا حصہ تاریخ کے بیان یا ماضی کی زندگی کو بیان کر رہا ہے ناول کا اس تناظر میں فکری مطالعہ ہونا چاہیے۔اردو ناول کی روایت کا نفسیاتی تناظر میں بھی جائزہ لینے سے اس تشنگی کو کسی حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔

اردو ناول کی تنقید کا متنوع پہلو اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناقدین نے مختلف تناظر میں ناول کو اپنا موضوع بنایا ہے اور معروف ناول نگاروں کی تمام تخلیقات کو کلیت میں بھی تجزیاتی مطالعوں کا حصہ بنایا ہے۔تنقیدی روایت میں سب سے زیادہ کتابیں اسی نوع سے تعلق رکھتی ہیں۔قرۃ العین پر سب سے زیادہ لکھا گیا ان پر کئی کتابیں تحریر ہوئیں، ان پر لکھے گئے مضامین کو یکجا کیا گیا، رسائل کے خصوصی نمبر شائع ہوئے اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔اسی طرح نذیر احمد اور پریم چند پر بھی بہت لکھا گیا ہے۔

ایسی کتابوں کے ایک یا دو ابواب ناول نگار کے دور کے سیاسی وسماجی حالات اور سوانحی کوائف پر مشتمل ہوتے ہیں، جن میں ان عوامل کا سراغ لگانے کی کوشش کی گئی ہے جنہوں نے ناول نگار کے مزاج کو بنانے میں کردار ادا کیا ہے۔ جہاں تک ناولوں کے تجزیات کا طریقہ ہے اس میں بھی بنیادی طور ایک ہی طرح کی ترتیب نظر آتی ہے۔ پہلے ناول کے موضوع سے متعلق گفتگو ہے، ناول کی کہانی کا خلاصہ دیا گیا ہے اور اس کے بعد کردار نگاری، منظر نگاری اور تکنیک پر بحث۔

ڈپٹی نذیر احمد، پریم چند اور کرشن چندر پر بھی بہت لکھا گیا ہے۔مرزا رسوا، سرشار، شرر بھی ناقدین کے زیر مطالعہ رہے ہیں۔لیکن کچھ ایسے بھی ناول نگار بھی ہیں جن کے ناولوں کی اہمیت تو بہت ہے مگر ناقدین کو اپنی طرف

متوجہ نہیں کر سکے۔ انہیں میں ایک نام عزیز احمد کا ہے۔ عزیز احمد ان ابتدائی ناول نگاروں میں شامل ہیں جنھوں نے ناول کو اعتبار عطا کیا۔ ان کے ناول موضوع، فن اور کردار نگاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ لیکن ان پر بہت کم لکھا گیا۔ جب وجہ جاننے کی کوشش کی گئی تو ایک ہی بات ذہن میں آتی ہے کہ اس کا سبب قرۃ العین ہیں۔ جب عزیز احمد پر لکھا جانا چاہیے تھا۔ قرۃ العین کے ناولوں نے ناقدین کو اتنا متاثر کیا کہ ان ناقدین کو قرۃ العین ہی بڑا موضوع نظر آنے لگا۔ اسی طرح انتظار حسین، عبداللہ حسین، شوکت صدیقی بھی بڑے ناول نگاروں کی صف میں شمار ہوتے ہیں۔ ان ناول نگاروں کے ناولوں کو ارتقائی اور جغرافیائی جائزوں میں تو زیر بحث لایا گیا مگر ان پر الگ سے کوئی مربوط کتاب نظر نہیں آتی۔ یہ ناول نگار ناقدین سے تقاضا کر رہے ہیں کہ ان پر بھی لکھا جائے۔

رضی عابدی نے تین ناول نگاروں پر ایک کتاب تحریر کی ان ناول نگاروں میں قرۃ العین، انتظار حسین، عبداللہ حسین شامل ہیں۔ گو کہ یہ چھوٹی سی کتاب ہے مگر اس میں مصنف کی تنقیدی بصرت کا بھرپور اظہار ہے۔ ان کی فکری اور فلسفیانہ گہرائی انہیں ناولوں کے چند بڑے ناقدین کی صف میں شامل کر رہی ہے۔

تقسیم ہند انسانی المیے کی ایک بہت بڑی تاریخ اس تناظر میں بہت زیادہ ادب تخلیق ہوا، ناول بھی لکھے گئے بلکہ زیادہ تر ناولوں کے موضوعات کسی نہ کسی طرح اس واقعے سے جڑے ہوئے ہیں، ناول کی تنقید میں صرف ایک کتاب اس موضوع کا احاطہ کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ جس میں تشنگی کا احساس پایا جاتا ہے۔ اس موضوع کو بھی جدید تنقیدی بیانیے میں تحقیق وتنقید کا حصہ بننا چاہیے۔

اردو ناول میں موضوعات کی رنگارنگی فطری طور پر موجود ہے لیکن اس رنگارنگی کا عکس ناول کی تنقید میں کہیں کہیں نظر آتا ہے۔

اردو ناول کے موضوعاتی مطالعے ناول کی تنقید کے ایک خاص رُخ کو پیش کرنے کے ساتھ ساتھ موضوعات کے تعارف اور تشریح میں یقیناً قابل قدر معلومات کا اضافہ کرتے ہیں مگر ناولوں کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کی ادبی قدر سے متعلق فنی نظری مباحث کو بروئے کار نہیں لایا گیا۔ ناول کی مجموعی ادبی قدر و قیمت متعین ہونے کی بجائے ایک پہلو یعنی صرف ناول کے موضوع سے ہی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ مطالعہ ایک خاص طرح سے ناول کی تنقید میں تو اہمیت رکھتے ہیں لیکن مجموعی ادبی قدر متعین کرنے میں معاون نہیں ہیں۔ جو صورتحال نظر آتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تنقیدی عمل کے لیے موضوع کا انتخاب یا مفروضہ سازی کرنے کے بعد ناولوں میں سے ان عناصر کو زبردستی تلاش کیا گیا ہے جو موضوع کو ثابت کرنے میں معاون ہو سکتے تھے۔ تنقید کا یہ طریقہ کار کوئی مستحسن قدم نہیں ہے۔ اسی طرح ناول نگاروں اور ان کی تخلیقات کے انتخاب میں مماثلتیں نظر آتی ہیں۔ گویا ایک ہی طرح کی تخلیقات سے اپنے مفروضے کے متعلق مواد کو تلاش کیا گیا۔ اکثر ناقدین نے وہی ناول دوبارہ ایسے موضوعات کے دلائل کے لیے منتخب کیے جو اس سے پہلے دوسرا ناقد بھی اپنے مختلف موضوع کے لیے منتخب کر چکا تھا۔ بعض کتابیں تو

ایسی بھی ہیں کہ اگر ان میں ایک آدھ باب یا چند صفحات کو تبدیل کر دیا جائے تو دوسرے مطلوبہ موضوع کے لیے بھی من وعن استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تنقید ناول کے وہ مطالعات جس میں ناول کو زمانی ارتقاء اور برصغیر کے مختلف خطوں کی حدود میں رکھ کر دیکھا گیا ہے وہ موضوعات کے حوالے سے ناول کی تنقید کے مختلف رخ پیش کرتے ہیں۔اس پہلو پر تنقید کے ساتھ ساتھ تحقیقی پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ان مطالعات میں ناول کے ارتقاء کو مختلف ادوار میں تقسیم کر کے دیکھا گیا ہے۔مثلاً اردو ناول آغاز وارتقاء ۱۹۱۴ء تک یا آزادی کے بعد اردو ناول یا بیسویں صدی میں اردو ناول وغیرہ۔جبکہ کچھ دوسرے مطالعات میں برصغیر کے مختلف جغرافیائی حدود کے اندر لکھے گئے ناولوں کے تجزیات کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر بہار میں اردو ناول، بنگال میں اردو ناول اور برصغیر میں اردو ناول وغیرہ۔

یہ مطالعات اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ ان میں ناول کی ارتقائی صورتوں کو بہتر انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے ناولوں میں بتدریج تکنیک سے زبان و بیان کے حوالے سے ترقی کی منازل نظر آتی ہیں اور ساتھ ہی موضوعات کے انتخاب میں ناول نگاروں کی وسعت فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔

ناول کی تنقید میں جو ایک اور مختلف صورتحال نظر آتی ہے وہ بھی قابل ذکر ہے۔بعض اوقات ناقدین کے اپنے لکھے ہوئے مضامین یا مختلف ناقدین کے مضامین کو مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔گو ان مضامین سے کوئی اجتماعی تنقیدی صورت حال نظر نہیں آتی لیکن ان کی مجموعی صورت ناول کی تنقید میں یقیناً اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

ناول کی تنقید کا یہ منظر نامہ چند ایسے حقائق کو واضح کرتا ہے جو بلاشبہ اہمیت کا حامل ہے۔اس بات کا اندازہ مغرب سے ترجمہ شدہ کتابوں کو دیکھ کر ہوتا ہے کہ اردو کے ممتاز ناول نگاروں نے مغربی ناول نگاروں کی طرح ناول پر تنقیدی مباحث یا ناولوں کے استحسان میں اپنا حصہ نہیں ڈالا اور زیادہ تر تنقید انہی ناقدین کی ہے جن کا براہ راست تعلق ناول کی تخلیق سے نہیں ہے۔جبکہ مغربی ناول کی بہترین تنقید وہاں کے معروف ناول نگاروں نے لکھی ہے۔

ایک اور اہم پہلو جو اس تنقیدی منظر نامے سے واضح ہوتا ہے کہ ترقی پسند ناقدین سمیت کسی اہم اور معروف نقاد نے اردو ناول کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا اور نہ ہی اس پر باقاعدہ تنقیدی آراء کا اظہار کیا۔جس کی سب سے اہم وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ صنفِ ناول کو مجموعی طور پر اہمیت نہیں دی گئی۔

جہاں تک ان سو سے زیادہ تنقیدی کتب کا معاملہ ہے تو ان کی اکثریت ایسی ہے جو یونیورسٹیوں میں سندی تحقیق کے لیے لکھے گئے مقالوں پر مشتمل ہیں۔گویا ناول پر اگر تنقیدی کام ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا مرکز جامعات رہی ہیں۔

نفسیات ادب میں بہت بڑا حوالہ ہے۔فرائیڈ، ژانگ اور ایڈلر کی فکر نے ادب کو بھی متاثر کیا۔اور اردو میں

باقاعدہ نفسیاتی دبستان وجود میں آیا۔ تخلیق اور تخلیق کاروں کے نفسیاتی حوالوں سے جائزے لئے گئے، اس نوع کا کام ابھی تک ناولوں پر نہیں ہوا۔ جس میں ناول کی کلی تاریخ کا اس موضوع کے حوالے سے مطالعہ پیش کیا گیا ہو۔

اکثر ناولوں میں مقامی ثقافتوں کی پیش کش دکھائی دیتی ہے۔ اس پہلو سے بھی ناول کی تنقید کا دامن خالی ہے۔ اردو ادب کی تنقید میں جو تنقیدی دبستانوں کی رنگارنگی ہے وہ ناول کی تنقید کے اس منظر نامے میں واضح شکل اختیار کرتی نظر نہیں آتی ہے۔ گویا ناول کی تنقید وتحقیق میں بہت سے ایسے گوشے محققین و ناقدین کے منتظر ہیں۔

متذکرہ بالا تحقیق طلب موضوعات پر اگر جامعات میں مقالات تحریر ہوئے بھی ہیں لیکن زمانہ منتظر ہے کہ یہ مقالہ جات جامعات کی لائبریریوں کی الماریوں سے نکل کر کتابی صورت میں شائع ہو کر عام لوگوں کے مطالعے میں آجائیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ انگریزوں نے اسے سپاہیوں کی بغاوت (Mutiny) کا نام دیا جبکہ اہل ہند کے نزدیک جنگ آزادی ہے

۲۔ احسن فاروقی، ڈاکٹر، ''اردو ناول کی تنقیدی تاریخ''، ادارہ فروغ اردو، لکھنؤ، ۱۹۶۲، ص:۲۶

۳۔ محمود الٰہی، ڈاکٹر، ''اُردو کا پہلا ناول۔ خط تقدیر'' (مرتبہ) دانش محل لکھنؤ، ۱۹۶۵، ص:۳۶

۴۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، ''ناول نگاری (اُردو ناول کی تاریخ اور تنقید)''، مکتبہ لائبریری، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص:۴۹

۵۔ محمد علی صدیقی، ''اردو کا پہلا ناول''، مشمولہ قومی زبان، کراچی، اپریل ۱۹۸۶ء

۶۔ برصغیر میں اردو ناول از خالد اشرف نے عصمت چغتائی کے ناول ٹیڑھی لکیر کو پہلا نفسیاتی ناول قرار دیا ہے

۷۔ پریم چند کے ناول اپنے عہد کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہیں۔ پریم چند نے کل ۱۲ ناول لکھے جن میں فنی اور موضوعاتی ارتقاء نظر آتا ہے

۸۔ نیر مسعود، ''افسانے کی تلاش''، شہرزاد، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص:۱۵۳

۹۔ محمود الٰہی، ڈاکٹر، محولہ بالا، ص:۳۷

۱۰۔ بہت سے ناقدین نے مراۃ العروس (۱۸۶۹ء) کے دیباچے کو اردو ناول کی تنقید میں شمار کیا ہے۔ جس میں محض مقصدی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

۱۱۔ عبدالسّلام، پروفیسر، ''اردو ناول بیسویں صدی میں''، اردو اکادمی، سندھ، ۱۹۷۳ء، ص:۴۱

۱۲۔ احسن فاروقی، محولہ بالا، ص:۱۰۲

۱۳۔ ارتضیٰ کریم، ڈاکٹر، ''اردو فکشن کی تنقید''، ملک بک ڈپو، اردو بازار لاہور، ۱۹۹۷ء، ص:۲۴۷

۱۴۔ حیات النذیر ۱۹۱۲ء میں شمسی پریس دہلی سے شائع ہوئی، نذیر احمد کی زندگی میں ہی اس کتاب کے مصنف افتخار عالم بلگرامی نے اس کتاب کا مواد اکٹھا کرنا شروع کر دیا تھا۔

۱۵۔ نیرّمسعود،محولہ بالا،ص:۱۶۰،۱۶۱

۱۶۔ منشی پریم چند نے افسانوی ادب کے متعلق ایک درجن کے قریب مضامین تحریر کیے، یہ مضامین ۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۳۳ء تک کے عرصے میں تحریر کیئے گئے۔ چار مضامین ایسے ہیں جن میں ناول کو زیر بحث لایا گیا ہے، جن سے پریم چند کے ناول کے متعلق ادبی نظریات کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔

۱۷۔ اس کتاب کو اویس احمد ادیب نے تحریر کیا اور ۱۹۳۴ء جو ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد سے شائع ہوئی، اس وقت کے ہندوستانی اکیڈمی کے جنرل سیکریٹری تاراچند اس کتاب کا پیش لفظ لکھا، اویس احمد ادیب نے اس مضمون کو ہندوستانی اکیڈمی کے انعامی مقابلے کے لیے بھیجا تھا جسے اس سال کا بہترین مضمون قرار دیا گیا اور انعام کا مستحق ٹھہرایا۔

۱۸۔ حامد حسن قادری، ''داستان تاریخ اُردو''، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دلّی، ۲۰۰۷ء، ص: ۵۹۶،۶۷۳

۱۹۔ علی عباس حسینی نے اپنی اس کتاب میں ناول کی تعریف، ناول کے اجزاء اور ناول کی تاریخ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اردو قارئین کو پہلی مرتبہ انگریزی ناولوں سے بھی متعارف کروایا ہے۔

۲۰۔ احسن فاروقی نے ناول پر تین کتب تحریر کی ہیں۔(۱) اردو ناول کی تنقیدی تاریخ (۲) ناول کیا ہے؟ (۳) ادبی تخلیق اور ناول

۲۱۔ ڈاکٹر عبدالسلام کی ناول کے فن پر دو کتابیں (۱) قرۃ العین حیدر اور ناول کا جدید فن (۲) اُردو ناول بیسویں صدی میں